تعلیمات اسلامیہ کی روشنی میں خواتین کی معاشرتی ذمہ داریاں

Social Responsibilities of Women in the Light of Islamic Teachings

Hafiz Muhammad Jamil
Ph.D Scholar, Islamic Studies Department, Lahore Garrison University, Lahore:hafizmuhammadjamil98@gmail.com
Dr. Muhammad Waris Ali
Assistant Professor, Islamic Studies Department, Lahore Garrison University, Lahore:mwarisali@lgu.edu.pk

Abstract

This article explores the social and religious responsibilities of women in Islam, highlighting their roles as daughters, sisters, and wives. Women are encouraged to respect and obey their parents, uphold family harmony, support their siblings in righteous conduct, and maintain chastity, modesty, and moral integrity. In marriage, they are expected to cooperate with and respect their husbands while safeguarding household and family well-being. Islamic teachings emphasize women's adherence to spiritual, ethical, and social duties, including proper conduct, hygiene, and moderation in behavior, thereby contributing to both family and societal development. Understanding these multifaceted responsibilities is crucial for appreciating the role of women in fostering moral and spiritual growth within the community.

Keywords: Women's social responsibilities, Islamic teachings, daughters, sisters, wives, modesty,

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۝۴﴾[1] کا تاج پہنا کر اسے اپنے احکامات کا مکلف بنایا ہے اور انسان کو حکم فرمایا کہ: ﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ

(1) القرآن، التین ۹۵:۴۔

رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾[2] (اور دیکھو کسی مؤمن مرد و عورت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ کے بعد کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، اور یاد رکھو کہ جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔)

اس آیت میں اگرچہ ایک مخصوص واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، تاہم مفسرین نے اس آیت کے تحت بیان فرمایا ہے کہ اس آیت کے تحت اتباع رسول ﷺ کا حکم عام ہے۔ زندگی کا کوئی بھی شعبہ ہو مرد و خواتین کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی راہنمائی درکار ہے۔

چنانچہ ابن عاشور اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"ان طاعة الرسول فيما يأمر به ويعتزم الامر هى طاعة واجبة، وانها ملحقة بطاعة الله وان صنفى الناس الذكور والنساء فى ذالک سواء۔"[3]

(بے شک رسول اللہ ﷺ جس کام کے کرنے کا حکم دیں یا مصمم ارادہ فرمالیں اس کی اطاعت واجب ہے اور یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور اس اطاعت میں مذکر اور مؤنث دونوں حکم میں برابر ہیں۔)

اسی طرح التفسیر المنیر میں ہے:

"(وماكان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله---- الايه) اى ليس لاى مؤمن ولا مؤمنة اذا حكم الله ورسوله بامر ان يختاروا امرا آخر۔"[4]

(کسی مؤمن مرد اور عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے بعد کسی دوسری رائے کو اختیار کریں)

مرد اور عورت دونوں کے لیے شریعت کی پابندی ضروری ہے، اس مقالہ میں خصوصیت کے ساتھ عورت کے متعلق احکامات شرعیہ کو بیان کرنا مقصود ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مرد و عورت کے مابین تعلق کی نسبت

اللہ تعالیٰ نے مرد (یعنی حضرت سیدنا آدم) کے جسم اقدس سے عورت (حضرت اماحوا سلام اللہ علیھا) کو تخلیق فرمایا اور قرآن حکیم میں اس بات کا اعلان فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

---

(2) القرآن، الاحزاب ۳۳: ۳۶۔

(3) محمد طاہر ابن عاشور، الشیخ، التحریر والتنویر المعروف بتفسیر ابن عاشور، (بیروت: مؤسسۃ التاریخ، ۲۰۰۰م)، 257:21.

(4) وھبہ الزحیلی، الدکتور، التفسیر المنیر استاد (لاہور: المکتبۃ الغفاریہ، بدون تاریخ)، 28.

وَّاحِدَةٍ...الخ﴾[5] اس آیت کے تحت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود، ابن عباس اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((أن الله تعالى لما أخرج إبليس من الجنة وأسكنها آدم بقي فيها وحده وما كان معه من يستأنس به فألقى الله تعالى عليه النوم ثم أخذ ضلعا من جانبه الأيسر ووضع مكانه لحما وخلق حواء منه فلما استيقظ وجدها عند رأسه قاعدة فسألها من أنت؟ قالت: امرأة))[6]

(جس وقت اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جنت سے نکال دیا اور آدم کو جنت میں ٹھہرادیا تو آدم وہاں اکیلے تھے اور کوئی دوسرا وہاں نہیں تھا جس کے ساتھ وہ مانوس ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اونگھ طاری فرمادی اور آپ کی دائیں پسلی کی جگہ گوشت رکھ دیا اور اس پسلی سے حضرت حوا سلام اللہ علیھا کو پیدا فرمایا، جب حضرت آدم بیدار ہوئے تو اپنے سرہانے حضرت حوا سلام اللہ علیھا کو پایا تو ان سے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو انھوں نے بتایا میں عورت ہوں۔)

گویا مرد اور عورت ایک دوسرے کا جزو بدن ہیں۔

عورت کی تخلیق کا عظیم مقصد

عورت کی تخلیق کا بنیادی مقصد مرد کے لیے باعث سکون اور راحت ہونا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ﴾[7]

(اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے جوڑے بنائے، کہ ان سے آرام پاؤ اور تمھارے لیے آپس میں محبت و رحمت رکھی۔)

اسی طرح قرآن حکیم دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ﴾[8]

---

(5) القرآن، النساء۴:۱۔

(6) آلوسی، علامہ، روح المعانی، (بیروت: مطبوعہ داراحیا التراث العربیہ، 1440ھ/1990م)، 316:1.

(7) القرآن، الروم۳۰:۲۱۔

(8) القرآن، الاعراف۷:۱۸۹۔

(اور وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا فرمایا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا کہ اس سے چین پائے۔)

تفسیر: لیسکن الیھا میں لام علت غائیہ ہے وجعل کی یعنی عورت کی تخلیق کا مقصد اور وجہ ہی یہی ہے تاکہ مرد اس سے انس پکڑے اور اسے عورت سے چین حاصل ہو۔ یعنی عورت کو مرد کے لیے باعث راحت بنایا ہے۔[9]

عورت سے راحت اور سکون سے مراد

مرد کے لیے عورت کا باعث راحت وسکون ہونے سے محض نفسانی خواہشات کی تکمیل مراد نہیں، بلکہ ہر دکھ سکھ میں مرد کا ساتھ دینا بھی اس میں شامل ہے چنانچہ امام رازی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"ولیس ذالک بمجر د الشھوة فانها قد تنتفی و تبقی الرحمة فهو من الله."[10]

(اس سکون سے مراد محض شہوۃ نہیں ہے کیونکہ وہ (شہوت) ختم ہو جاتی ہے جبکہ وہ رحمت (جس کا اعلان اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، وجعل بینکم مودة ورحمة) باقی رہتی ہے۔)

عورت کے مرد کے ساتھ عمومی طور پر چار بنیادی رشتے ہیں۔ بیٹی، بہن، بیوی اور والدہ۔ ان چاروں کے حوالے سے بالترتیب معاشرتی ذمہ داریاں حسب ذیل ہیں۔

بحیثیت بیٹی کے معاشرتی ذمہ داریاں

قانون فطرت کے تحت دنیا میں عورت کے وجود کا آغاز بیٹی کی صورت میں ہوتا ہے، اسلام نے بیٹی کی ولادت کو اللہ کی رحمت اور بیٹی کی پرورش اور تربیت کو اخروی نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ بیٹی جب قریب البلوغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ بنیادی عقائد کی پہچان کرے اور فرائض سے متعلق علم حاصل کرنا اور ان کو بروقت بجالانا اس پر لازم ہے، عورت بھی بالغ ہونے کے بعد مکلف ہو جاتی ہے اور ماں باپ کا گھر اس کی سب سے پہلی تربیت گاہ ہوتی ہے اس لیے ابتدا میں حسب ذیل باتوں کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

ماں باپ سے محبت کرنا

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما من ولد بار ينظر إلى والديه نظرة رحمة إلا كتب الله بكل نظرة حجة مبرورة، قالوا: وإن نظر كل يوم مائة مرة؟ قال: نعم، الله أكبر وأطيب."[11]

---

[9] محمد بن العمادی، علامہ، تفسیر ابو سعود، (بیروت: دار التراث احیاء العربی، ۱۹۹۴ م)، 3:303.

[10] رازی، امام، تفسیر کبیر، (القاہرہ مصر: مکتبہ توفیقیہ، بدون تاریخ)، 544-604.

(جو صالح اولاد محبت کی نظر سے اپنے والدین کو دیکھے تو اسے ہر نگاہ پر اللہ تعالیٰ ایک مقبول حج کا ثواب بخشتا ہے، لوگوں نے پوچھا: اگر دن میں سو مرتبہ دیکھے تو؟ فرمایا: تب بھی، اللہ بہت بڑا ہے اور بڑا پاکیزہ ہے (یعنی ہر مرتبہ دیکھنے کا ثواب حج مقبول کی صورت میں دے گا۔)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ حضور نبی کریم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو آپ ازراہ محبت کھڑے ہو جاتے اور شفقت سے ان کی پیشانی کا بوسہ لیتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں، محبت سے آپ کے سر مبارک کو چومتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں۔[12]

ماں باپ کا ادب واحترام

ماں باپ کے ادب پر قرآن و حدیث میں کثیر دلائل موجود ہیں یہاں مختصراً یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ والدین انسان کے لیے دنیا میں آنے کا سبب ہیں، اس کے لیے سب سے زیادہ شفیق ہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے حقوق والدین کے حوالے سے فرمایا۔

1- ﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ...الایہ﴾[13]

2-﴿وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا...الایہ﴾[14]

3- ﴿وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًاؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا...الایہ﴾[15]

4-﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ۫ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا...الایہ﴾[16]

5- ﴿یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ۬ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ...الایہ﴾[17]

(11) البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي. الجامع لشعب الإيمان. (بيروت: دار الكتب العلمية، 2013م)، ۱۰/۲۴۵:

(12)

الفکر، 1998ء)، 489:1

(13) القرآن، بنی اسرائیل ۱۷: ۲۳۔

(14) القرآن، لقمان ۳۱: ۱۴۔

(15) القرآن، الاحقاف ۴۶: ۱۵۔

(16) القرآن، البقرہ ۲: ۸۳۔

قرآن حکیم میں کثیر مقامات پر والدین کی عزت، احترام، حسن اخلاق اور ان کی خدمت کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے، سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 23 کے تحت صاحب تفسیر اللباب فی علوم الکتاب لکھتے ہیں:

"واعلم ان لفظ الایۃ یدل علی معان کثیرۃ کل واحد منھا یوجب المبالغۃ فی الاحسان ای الوالدین۔"[18]

(جان لو کہ اس آیت کے الفاظ کے معانی بہت زیادہ ہیں اور ہر ایک لفظ اور اس کا معنی والدین کے ساتھ احسان میں مبالغہ کا تقاضا کرتا ہے۔)

ہر کام میں ماں باپ کی اجازت طلب کرنا

بحیثیت بیٹی یہ بات ضروری ہے کہ بیٹی اپنے چھوٹے بڑے ہر فیصلے میں ماں باپ کی رضا کو جان لے اور ان کی اجازت سے کام کرے اس میں ناکامی نہیں ہو گی کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((الوالدین وسخط اللہ فی سخط الوالدین.))[19]

(اللہ کا راضی ہونا ماں باپ کے راضی ہونے میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ناراض ہونا ماں باپ کے ناراض میں ہے۔)

ماں باپ کے ساتھ تعاون کرنا

قرآن حکیم میں اولاد کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اسی ضمن میں حسب استطاعت گھر کے کام میں ان کا ہاتھ بٹانا بھی ان کی خدمت و اطاعت میں شامل ہے۔ سورۃ النساء آیت 36 کے تحت امام رازیؒ لکھتے ہیں:

"واعلم أن الاحسان إلى الوالدين هو أن يقوم بخدمتهما، وألا يرفع صوته عليهما، ولا يخشن في الكلام معهما، ويسعى في تحصيل مطالبهما والانفاق عليهما بقدر القدرة من البر۔"[20]

(یعنی والدین کے ساتھ احسان سے مراد ان کی خدمت کرنا، ان سے اونچی آواز میں بات نہ کرنا، گفتگو میں سختی نہ کرنا، ان کے ہر مطالبہ کو پورا کرنے کی کوشش کرنا اور بقدر استطاعت ان پر خرچ کرنا۔)

---

(17) القرآن، البقرہ ۲:۲۱۵۔

(18) ابو حفص عمر بن علی دمشقی حنبلی، اللباب فی علوم الکتاب، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1998م)، 251:12.

(19) علاؤ الدین علی بن حبان الفارسی، صحیح ابن حبان، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1998ء)، 172:2.

(20) تفسیر کبیر، (بیروت: المکتبۃ العلمیہ، 2000ء)، 65:5۔

اخرجات میں ماں باپ کی رعایت کرنا

اسلامی تعلیمات میں یہ بات واضح ہے کہ رزق عطا کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ؕ﴾[21]

(زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے)۔

﴿وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ١٣٢ ﴾[22]

(اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی نماز پر ڈٹے رہو۔ ہم تجھ سے کوئی رزق نہیں مانگتے (بلکہ) ہم تجھے روزی دیں گے اور اچھا انجام پرہیزگاری کے لیے ہے۔)

حدیثِ مبارکہ ہے:

اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ اَجَلُه۔[23]

(بندے کو رزق ایسے تلاش کرتا ہے جیسے بندے کی موت اس کو تلاش کرتی ہے۔)

سیدنا عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم اللہ پر توکل (بھروسا) کرو جیسا اس پر توکل کا حق ہے تو یقیناً تمھیں اسی طرح رزق دیا جائے جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے، وہ صبح نکلتے ہیں تو خالی پیٹ ہوتے ہیں، شام کو آتے ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔"[24]

(21) القرآن، ھود ۱۱: ۶۔

(22) القرآن، طٰہٰ ۲۰: ۱۳۲۔

(23) مسند البزار، (المدینہ المنورہ: مکتبہ العلوم والحکم، 2003م)، 37:10، رقم الحدیث: 4099۔

(24) محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک، الترمذي، سنن الترمذي، باب: الزُّھد عند رسولِ اللہ ﷺ باب فی التوکل علی اللہ۔

قرآن حکیم کی ان آیات اور احادیث رسول ﷺ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رزق دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، لیکن اس کے ساتھ اسلام کا یہ اصول بھی ہے کہ رزق حلال کماؤ اور اپنی ضرورت اور وسعت کے مطابق خرچ کرو فضول اور ناجائز خرچ سے اسلام منع کرتا ہے چنانچہ قرآن حکیم میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

﴿وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۲۹ . .﴾[25]

(اور اپنا ہاتھ اپنی گردن تک بندھا ہوا نہ رکھو اور نہ اس کو بالکل کھول دو کہ ملامت زدہ اور درماندہ بیٹھے رہو۔)

حضرت ابوعبداللہ بن سرجس بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا نیک سیرت، اطمینان اور اعتدال نبوت کے چوبیس اجزا میں سے ایک جز ہے۔[26]

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اعتدال اور میانہ روی اختیار کی وہ تنگ دست نہیں ہو گا۔[27]

امام بیہقی حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خرچ کرنے میں اعتدال اور میانہ روی نصف معشیت ہے۔[28]

نوٹ: مذکورہ بالا آیات اور احادیث طیبہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو جس قدر رزق کی وسعت عطا فرمائی ہے اس کا لحاظ رکھتے ہوئے اعتدال کے ساتھ خرچ کرے اور ماں باپ کو بیٹیوں کے ساتھ بڑی محبت ہوتی ہے اسی لیے وہ ان کی ہر خواہش پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لہٰذا بیٹی کو چاہیئے کہ اپنے والدین کی وسعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے خواہشات کا اظہار کرے۔

پردہ کا اہتمام کرنا

بچی جس وقت مشتہات ہو جائے تو پردہ کا اہتمام کرے اور جس وقت بالغ ہو جائے تو اس پر پردہ شرعیہ لازم ہو جاتا ہے، پردہ کے لزوم اور اس آداب واحکامات کے سلسلہ میں قرآن وحدیث میں کثیر دلائل موجود ہیں۔ عربی

(25) القرآن، بنی اسرائیل ۱۷: ۲۹۔
(26) المعجم الاوسط، (مکتبہ معارف 1986ء)، 15:2، رقم الحدیث: 1021، تاریخ بغداد، (مکتبہ السلفیہ س ن)، 66:3۔
(27) احمد بن حنبل، الامام، المسند احمد، 447:1، رقم الحدیث: 4269۔
(28) الدر المنثور، (بیروت: مطبوعہ دار الکفر، 1414ھ)، 277:5۔

زبان میں بے پردگی کو (التبرج) کہا جاتا ہے، اس کا معنی ہے عورت کا اپنی زینت کو نمایاں کرنا اپنے چہرے اور گردن کے محاسن کو غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرنا، اور ہر وہ عمل جس کے ذریعے سے ان کے جذبات کو بھڑکایا جائے خواہ یہ نازو نخرے کی چال ہی کیوں نہ ہو یہ تبرج میں داخل ہے۔[29]

اسکا شرعی مفہوم یہ ہے کہ عورت کا ایسی چیز کو ظاہر کرنا جس کو ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو اور محققین اس کو یوں بیان فرماتے ہیں، هو اظهار الزينة او ابراز المرآة لمحاسنها یعنی زینت کا اظہار یا عورت کا اپنے محاسن کا نمایاں کرنا، اور یہ تعریف بھی کی جاتی ہے: "هو التبختر والتكسر في المشتهيه" اس سے مراد چال میں نازو نخرہ اختیار کرنا۔[30]

سیدہ امیمہ بنت رفیقہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں اسلام کی بیعت کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> أُبَايِعُكِ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكِي بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقِي، وَلَا تَزْنِي، وَلَا تَقْتُلِي وَلَدَكِ، وَلَا تَأْتِي بِبُهْتَانٍ تَفْتَرِيه بَيْنَ يَدَيْكِ وَرِجْلَيْكِ، وَلَا تَنُوحِي، وَلَا تَبَرَّجِي تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى.[31]
>
> (میں تم سے ان باتوں پر بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گی، چوری نہ کرے گی، زنا نہ کرے گی، اپنے بچوں کو قتل نہ کرے گی، کسی پر بہتان نہ لگائے گی، اور نہ ہی زمانہ جہالت کی طرح بے پردگی کرے گی)

غیر شرعی اور فضول کاموں سے اجتناب کرنا

اسلام کا مزاج یہ ہے کہ اسلام انسان کو فضول اور بے فائدہ کاموں سے روکتا ہے، اور بالخصوص ایسے کاموں سے روکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی پر مبنی ہوں، فضول اور بے فائدہ کاموں کے دینی اور دنیاوی نقصانات ہیں، احادیث میں بھی غیر شرعی اور فضول کاموں سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ وہ لایعنی چیز چھوڑ دے۔"

اس سلسلہ میں امہات المؤمنین اور دیگر صحابیات (رضوان اللہ علیھن) کا معمول مبارک یہ تھا وہ اپنا زیادہ وقت عبادت میں گزارتی تھیں اور لغو کاموں سے مکمل اجتناب کیا کرتی تھیں۔

---

(29) لسان العرب، (بیروت: دار الاحیا التراث العربی، 1999ء)، 3:33، القاموس المحیط، (بیروت: دار الاحیا التراث العربی، 1999ء)، 1:187.

(30) ابن جریر طبری، تفسیر الطبری، (بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۵م)، 6:12.

(31) نور الدین علی بن ابی بکر الھیثمی، مجمع الزوائد، (بیروت: دار الفکر، 1992ء م)، 6:41، رقم الحدیث: ۹۸۵۸۔

نکاح سے پہلے زیادہ زیب وزینت اختیار نہ کرنا

اسلام ایک پاکیزہ دین ہے اور پاکیزگی کو اہمیت دیتا ہے لیکن زیب وزینت اختیار کرنے کے لیے اصول ہیں کہ مرد اور عورت اگر زیب وزینت اختیار کرنا چاہیں تو کس وقت کر سکتے ہیں اور کس حد تک کر سکتے ہیں، مقالہ ھٰذا میں اس مقام پر بیٹی سے متعلق بات ہو رہی ہے تو اس کے لیے اصول یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو زیب وزینت اختیار کرنے کی اجازت تو دی ہے لیکن صرف اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لیے اس کے علاوہ اگر اس نے اگر بناؤ سنگھار کیا، یا خوشبو لگائی تو یہ اس کے لیے جائز نہیں ہے، تاکہ اس کی وجہ سے کوئی مسلمان برائی کی طرف مائل نہ ہو۔

نکاح کے سلسلہ میں والدین کی رائے کا احترام کرنا

انسان کی زندگی کا دوسرا عظیم مرحلہ شروع ہو جاتا ہے جس وقت وہ نکاح کر لیتا ہے اس کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں، اور اس کی زندگی کی حدود وقیود کا دائرہ کار مزید وسیع ہو جاتا ہے، زندگی کے اس مرحلہ میں داخل ہونے سے پہلے بہت اہم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق سوچ وبچار کر کے فیصلہ کیا جائے اور یقیناً ہر انسان اپنی وسعت کے مطابق کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنے لیے بہترین فیصلہ لے سکے۔ اسلامی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے بالخصوص بیٹی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کے اتنے بڑے فیصلے کے لیے اپنے والدین کو اپنا خیر خواہ اور اپنا بہترین محافظ سمجھتے ہوئے ان کو اختیار دے، والدین کی دعاؤں اور ان کی زندگی کے تجربے کو اپنا اثاثہ بنا کر ان کی رائے کا احترام کرے کیونکہ انسان کے لیے والدین وہ عظیم ہستیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کی پرورش کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی صورت میں والدین کو اپنی ایک عظیم امانت سونپی ہوتی ہے اس امانت کی حفاظت کے لیے والدین کو ذمہ دار بنایا ہے کہ وہ اس امانت کی حفاظت کرتے ہوئے احسن طریقے سے اپنے فرائض منصبی کو ادا کریں، جہاں اولاد کی اچھی پرورش اور تعلیم وتربیت والدین کے ذمے ہے اسی طرح ان کا بروقت نکاح کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔

بحیثیت بہن معاشرتی ذمہ داریاں

اسلام نے جہاں دیگر حقوق العباد کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے وہیں پر بہن بھائی کے رشتے کو بھی بڑی عظمت دی ہے اور اس عظمت کی گواہی دیتے ہوئے قرآن حکیم میں اعلان کرتے ہوئے بہن کو محرمات شرعیہ میں شامل کیا ہے۔ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ﴾[32] یعنی تم پر تمھاری مائیں، بیٹیاں اور تمھاری بہنیں حرام کر دی گئی ہیں۔ اور یہ حرمت عزت اور عظمت کے پیش نظر ہے تاکہ اسلام کا خاندانی نظام مضبوط ہو اور اس

[32] القرآن، النساء ۴: ۲۳۔

نظام کے ذریعے ہر ایک کو عزت مل سکے۔ بہن اور بھائی کے رشتے میں ایک طویل عرصے تک قربت رہتی ہے، بچپن سے جوانی تک ایک ساتھ پرورش پانا، ایک ہی گھر میں رہنا، اور والدین کے زیر سایہ ہر ایک خوشی اور غم میں برابر کا شریک ہونا وغیرہ، لہٰذا عام مسلمانوں کی بنسبت سگے بہن بھائی یا رضاعی بہن بھائی بدرجہ اولی اس بات کے مکلف ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے لیے مخلص، وفادار اور ایک دوسرے کے مال، جان، عزت و آبرو کے محافظ ہوں۔ ذیل میں چند باتیں ذکر کی جارہی ہیں کہ بطور بہن معاشرے میں خواتین کا اپنے بھائیوں سے رویہ کیسا ہونا چاہیئے۔

شرم وحیاء کو مضبوطی سے تھام کر رکھنا

شرم وحیاء اخلاقیات کی بنیاد ہے اور مرد وخواتین کے لیے عظیم خوبی اور خوبصورت زیور ہے، بہن بھائی کے درمیان اس کی اہمیت اس لیے زیادہ ہے کیونکہ ایک طویل عرصہ تک انھوں نے ایکساتھ رہنا بھی ہے اور اپنے اپنے محاسن کی حفاظت بھی کرنی ہے۔ اسلام میں حیاء کو بہت اہمیت دی گئی ہے حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((الحیاء والایمان قرناء فاذا رفع احدھما رفع الاخر))[33] یعنی حیاء اور ایمان باہم جڑے ہوئے ہیں جب ان میں سے ایک اٹھتا ہے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔ حیاء یوں تو ہر انسان کا زیور ہے لیکن کنواری لڑکی کا جوہر اصلی ہے۔ اسی لیے حضور سرور کونین ﷺ نے سمجھدار بچوں کے بستر الگ کرنے کا حکم فرمایا ہے حدیث پاک میں ارشاد ہے، جب بچے سیانے ہو جائیں ان کے بستر الگ کر دو اور عام طور سے بچے دس سال تک سیانے ہو جاتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ»[34]

مذکورہ بالا اسلامی تعلیمات سے واضح ہوا کہ بحیثیت بہن عورت کو اپنی زندگی کے ہر کام میں حیاء کا بالخصوص لحاظ رکھنا چاہیے۔

بھائی سے خیر خواہی محبت کا جذبہ رکھنا

بہن بھائی کے رشتے میں ایک دوسرے کے لیے محبت اور ایثار کے جذبے کا ہونا بہت ضروری ہے، ایک دوسرے کے حق میں نیک تمنائیں، دعائیں اور ایثار غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس سلسلہ میں بالخصوص بہن

---

(33) مستدرک حاکم، کتاب الایمان، صحیح بشرط مسلم وبخاری، (مکتبہ سعودیہ 2000ء) 30:1

(34)

الغلام بالصلاۃ، رقم الحدیث: ۴۹۵۔

کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ ایثار و قربانی کا پیکر ہو اور یہ زندگی کے آخر تک ہونا چاہیے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ، وَتَرَاحُمِهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى[35]

(مومنوں کی مثال آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے ایک دوسرے کے ساتھ رحم کھانے میں ایک دوسرے کے ساتھ شفقت کرنے میں ایک جسم کے مانند ہے جب اس کا ایک عضو بیمار ہو جاتا ہے تو سارا جسم اس کے لیے بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔)

اخوت اسلامی کا ایک تقاضا یہ ہے کہ عام مسلمان بھی مل جل کر زندگی گزاریں اور ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور لڑائی جھگڑے کی صورت میں اصلاح کی کوشش کرنا اور لڑائی جھگڑے کا تصفیہ کرنا ہر مومن اور صاحب ایمان کی بنیادی ذمے داری ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَأَرْصَدَ اللهُ لَهُ، عَلَى مَدْرَجَتِهِ، مَلَكًا فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا، غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكَ، بِأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ.[36]

(ایک آدمی اپنے بھائی سے ملنے کے لیے ایک دوسری بستی میں گیا اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو اس کے انتظار میں بھیج دیا جب اس شخص کا اس فرشتے کے پاس سے گزر ہوا تو اس نے اس سے پوچھا تمھارا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس شخص نے کہا اس بستی میں میرا ایک بھائی ہے۔ اس سے ملنے کا ارادہ ہے فرشتے نے اس سے پوچھا کیا تم نے اس پر کوئی احسان کیا ہے جس کی تکمیل مقصود ہے۔ اس نے اس کے سوا کوئی اور بات نہیں کی کہ مجھے اس سے صرف اللہ کے لیے محبت ہے، تب اس فرشتے نے کہا میں تمھارے پاس اللہ کا یہ پیغام لایا ہوں جس طرح تم اس شخص سے محض اللہ تعالیٰ کی وجہ سے محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔)

اس حدیث پاک میں واضح طور پر یہ بات بیان کی گئی ہے کہ ایک بھائی اللہ کی رضا کے لیے اپنے دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے تو وہ بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، اسی طرح اگر کوئی خاتون بھی اللہ کی رضا کے لیے اپنے بھائی

(35) مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تراحم المؤمنین وتعاطفھم...، رقم الحدیث: ۲۵۸۶۔
(36) مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب في فضل الحب في اللہ، رقم الحدیث: ۲۵۶۷۔

سے محبت کرے تو تو یقینی طور پر یہ اجر اس کے لیے بھی ہے، لہٰذا بحیثیت بہن ایک عورت کے لیے بہت اہم ہے کہ وہ اللہ کی رضا کے لیے اپنے بھائی کی خیر خواہی کرے۔ جس طرح حضرت عمر فاروق کے ایمان لانے کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر کے اسلام قبول کرنے میں ان کی بہن نے اہم کردار ادا کیا۔[37]

بحیثیت بیوی معاشرتی ذمہ داریاں

نظام فطرت کے تحت عورت بھی بحیثیت بیٹی دنیا میں آتی ہے اور اپنا بچپن، لڑکپن گزار کر جوانی میں تیسرے مرحلے میں داخل ہوتی ہے اور اس مرحلہ سے اس کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، اس مرحلے میں اللہ رسول کے حکم کے مطابق اپنی بقیہ زندگی اپنے شوہر کے ساتھ بطور زوجہ کے گزارنی ہوتی ہے، اس رشتے کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ ایک بیوی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد سب سے زیادہ اپنے خاوند کی اطاعت کرنی ہوتی ہے اور اس کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا ہوتا ہے، اسی طرح اس رشتے کی اہم خوبی یہ ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا کی تخلیق کے بعد سب پہلے وجود میں آنے والا رشتہ خاوند اور زوجہ کا رشتہ ہے۔ اور اس رشتے میں ایک مرد بھی بطور خاوند کے اپنی زوجہ کی تمام تر ضروریات کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ یہ اولاد آدم کی بقا کے لیے اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا خوبصورت نظام فطرت ہے جس کے اندر حسن ہی حسن ہے، مقالہ ھٰذا کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے اس مقام پر عورت کی بحیثیت زوجہ کے ذمہ داریوں کو بیان کرنا مقصود ہے۔ عورت اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لیے جو بھی جائز کام کرے گی وہ اس کے لیے بلندی درجات کا باعث ہوگا۔ اور ان کا رشتہ مضبوط ہوگا، ذیل میں بیان کی جانے والی ذمہ داریوں میں کچھ کو ادا کرنا عورت پر واجب ہے اور کچھ کو پورا کرنا مستحب ہے۔

خاوند کی اطاعت کرنا

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے مرد کو عورت پر نگہبان مقرر فرمایا ہے اور اس بات کو قرآن حکیم میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ

(37) اتحاف الخیرۃ المھرۃ، کتاب: الفضائل، باب: فضائل عمر، (الریاض: مکتبۃ الرشد، 1998م)، 9:221تا222۔

نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۳۴﴾ [38]

(مرد محافظ و نگران ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر اور اس وجہ سے مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں سے (عورتوں کی ضرورت و آرام کے لیے) اور وہ عورتیں اندیشہ ہو تمھیں ان کی نافرمانی کا تو (پہلے نرمی سے) انھیں سمجھاؤ اور پھر الگ کر دو انھیں خواب گاہوں سے اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) مارو انھیں پھر اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تمھاری تو نہ تلاش کرو ان پر (ظلم کرنے کی) راہ یقیناً اللہ تعالیٰ (عظمت و کبریائی میں) سب سے بالا سب سے بڑا ہے۔)

خاوند کی عزت اور اس کے مال کی حفاظت کرنا

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ﴾ [39]

(تو نیک عورتیں اطاعت گزار ہوتی ہیں حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں (مردوں) کی غیر حاضری میں اللہ کی حفاظت سے۔)

خاوند کی خواہشات کا خیال رکھنا

﴿وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ﴾ [40]

(اور حلال تمھیں اس کے ماسوا کہ اپنے بالوں کے عوض تلاش کرو پاک دامن نہ بطور زناکاری کے۔)

خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلنا

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ

(38) القرآن، النساء ۴: ۳۴۔

(39) القرآن، النساء ۴: ۳۴۔

(40) القرآن، النساء ۴: ۲۴۔

يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۟۳۳ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۟۳۴﴾[41]

(اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور بے پردہ نہ پھرو زمانہ جاہلیت کی بے پردگی کی طرح اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور پیروی کرو اللہ ورسول کی اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اے نبی کے گھر والو اور تمھیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے، اور یاد کرو جو تمھارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بے شک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے۔)

خاوند کی خدمت کرنا، خاوند کے عیبوں، کمیوں وغیرہ اور دیگر رازوں کی حفاظت کرنا

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪﴾[42]

(روزے میں رات کو تمھیں حلال ہے پاس جانا اپنی عورتوں کے وہ تمھارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمھاری توبہ قبول کی اور تمھیں معاف کیا تو ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمھارے نصیب میں لکھا ہے۔)

اولاد کی پرورش وتربیت کرنا

﴿وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۟۲۳۳﴾[43]

---

(41) القرآن، الاحزاب ۳۳: ۳۳، ۳۴۔

(42) القرآن، البقرہ ۲: ۱۸۷۔

(43) القرآن، البقرہ ۲: ۲۳۳۔

(اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال اس کے لیے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنے کا ارادہ رکھے اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور کپڑا حسب دستور ہے کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے مگر اس کی وسعت و مقررہ کے موافق ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچے سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے اور جو باپ کی جگہ قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی لازم ہے تو اگر ماں باپ دودھ چھڑانا چاہیں دونوں اپنی رضامندی اور مشورے سے تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو یہ کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو تم پر گناہ نہیں جبکہ معاوضہ ادا کرو اس سے جو دستور ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔)

خاوند کو اپنے اوپر قدرت دینا

حضرت ابو ھریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ.))[44]

(جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ عورت (بغیر عذر شرعی کے) انکار کر دے اور خاوند رات ناراضگی میں گزارے تو اس زوجہ پر فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔)

شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے

زوجہ پر خاوند کا ایک حق یہ ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے کہیں باہر نہ جائے، چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

"عن ابن عمر رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان المراءة اذا خرجت من بيتها وزوجها كاره لعنها كل ملك فى السماءوكل شیءمرت عليه غير الجن والانس حتىٰ ترجع."[45]

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے سنا ہے آپ فرمارہے تھے جب عورت شوہر کے گھر سے شوہر کی ناراضگی میں نکلتی ہے تو آسمان سے سارے فرشتے اور جس جگہ سے گزرتی ہے ساری چیزیں انسان اور جن کے علاوہ سب لعنت کرتے ہیں۔

دوسری حدیث پاک میں حضرت انس سے روایت ہے:

(44) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم: آمین والملائكة....، رقم الحدیث: ۳۲۳۷۔

(45) طبرانی، ترغیب، (لاہور: پروگریسو بکس، 2015)، 3:39۔

"عن انس رضی اللہ عنہ (مرفوعا) ایما امراءۃ خرجت من بیت زوجھا بغیر اذن زوجھا کانت فی سخط اللہ تعالیٰ حتی ترجع الیٰ بیتھا او یرضی عنھا زوجھا."[46]

حضرت انس سے مرفوعا روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جو عورت شوہر کے گھر سے بلا اجازت شوہر کے باہر نکلے وہ خدا کے غضب میں گرفتار رہتی ہے، جب تک گھر واپس نہ آجائے یا شوہر سے راضی ہو جائے۔

کسی اجنبی کو اپنے گھر نہ آنے دے

اسلامی تعلیمات کے مطابق جس طرح مرد اپنی زوجہ کی ہر چیز کا محافظ ہے اسی طرح عورت پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنی جان، مال اور عزت کی حفاظت بھی کرے اور اس کے ساتھ ساتھ شوہر کے مال اور اس کی ناموس کا بھی خیال رکھے لہٰذا شوہر کی غیر موجودگی میں کسی نامحرم کو اپنے گھر میں نہ آنے دے چنانچہ حدیث پاک میں ہے، حضرت عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلاَّ كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ.[47]

(کوئی مرد کسی اجنبی عورت سے ہرگز علیحدگی میں نہیں بیٹھے گا مگر ان میں تیسرا شیطان ہوگا۔)

شوہر کی ذاتی خدمت زوجہ کی ذمہ داری

انسان کے بہت سارے کاموں کا تعلق اس کے ذہنی سکون کے ساتھ ہوتا ہے، جب ذہنی طور پر بندہ راحت محسوس کرتا ہے تو محنت کرنے کا جذبہ تروتازہ رہتا ہے اور بندہ ہمیشہ محنت اور لگن سے کام کرتا ہے اور اس کے برعکس اگر ذہنی سکون حاصل نہ ہو تو بندہ ہر وقت تفکرات میں رہتا ہے اور عملی زندگی میں ناکام ہوتا رہتا ہے، اور میاں بیوی کے رشتے میں جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مودت اور رحمت قرار دیا ہے وہ یہی چیز ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لیے راحت کا سبب بنیں زوجہ کی طرف سے جن کاموں میں مرد کو راحت ملتی ہے وہ اس کی خدمت ہے، جب زوجہ اس کی خدمت کرتی ہے تو مرد ذہنی طور پر سکون محسوس کرتا ہے اور اسطرح سے وہ بھی اپنی زوجہ کی طرف مائل رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ احادیث میں اس چیز کی فضیلت بیان کی گئی ہے

إن الله يحب المرأة الملقة البزعة مع زوجها الحصان.[48]

---

(46) کنزالعمال، 160:16. علامہ علاء الدین علی متقی ہندی دارالاشاعت، کراچی ستمبر 2009

(47)

الحدیث: ۱۱۷۱.

(48) کنزالعمال، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1979م)، 129:16۔

(اللہ پاک اس عورت کو محبوب رکھتا ہے جو اپنے شوہر سے محبت رکھنے والی ہو، خوش مزاج ہو اور دوسرے مرد سے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والی ہو۔)

عن علی رضی اللہ عنه (مرفوعا) یامعشرالنساء اتقین اللہ والتمسن مرضاة ازواجکن فان المرءة لوتعلم حق زوجها لم تزل قائمة ماحضر غداءهوعشاءه.[49] (حضرت علی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت خدا سے ڈرو اور اپنے شوہر کی خوشیوں کو پیش نظر رکھو۔ اگر عورت جان لے کہ اس کے شوہر کا کیا حق ہے تو صبح شام کا کھانا لے کر اس کے انتظار میں کھڑی رہے۔)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: «كُنْتُ أَصْنَعُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ آنِيَةٍ مِنَ اللَّيْلِ مُخَمَّرَةً، إِنَاءً لِطَهُورِهِ، وَإِنَاءً لِسِوَاكِهِ، وَإِنَاءً لِشَرَابِهِ» [50]

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں رات سے آپ ﷺ کے لیے تین برتنوں کا اہتمام کر کے رکھتی تھی، ایک برتن پانی کے لیے (استنجاو غیرہ کے لیے) دوسرا برتن مسواک کے لیے تیسرا پانی پینے کا برتن۔

مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللَّهِ خَيْرًا لَهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ، إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ، وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْهُ، وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ.[51]

(تقویٰ کے بعد مسلمانوں کے لیے سب سے بہترین چیز جو اس کے لیے قابل استفادہ ہے وہ نیک عورت ہے، کہ اگر اس کو شوہر حکم کرے وہ بجا لائے، اس کو شوہر دیکھے تو وہ شوہر کو خوش کر دے، اس کو قسم دے تو اسے پورا کر دکھائے، اور اگر شوہر موجود نہ ہو تو اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیر خواہ بن کر رہے۔)

شوہر کی تعظیم کے پیش نظر سجدہ کی مثال

امام احمد و ابن ماجہ و ابن حبان عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میں اللہ کے علاوہ بندوں میں سے کسی کے لیے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، قسم ہے

(49) ایضاً، 145:16۔

(50) ابن ماجة أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارة وسننھا، باب تغطیة الإناء، رقم الحدیث: ۳۶۱.

(51) ابن ماجة أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب أفضل النساء، رقم الحدیث: ۱۸۵۷.

مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! عورت اپنے پروردگار کا حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک اپنے شوہر کے سارے حقوق ادا نہ کرلے۔[52] طبرانی میں حضرت معاذ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت ایمان کا مزہ نہ پائے گی جب تک حق شوہر ادا نہ کرے۔[53] نبی اکرم ﷺ نے قریش کی عورتوں کی بہت تعریف فرمائی کہ وہ اپنے بچوں کے لیے بہر مہربان ہوتی ہیں اور شوہر کے مال بہت صحیح استعمال کرتی ہیں۔[54]

حضرت معقل بن یسار سے مروی ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم محبت کرنے والی اور زیادہ بچے کرنے والی عورت سے شادی کرو کہ میں قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت کی بنیاد پر دوسری ا،توں پر فخر کروں گا۔[55] نبی کریم ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ تمھاری بہترین بیویاں وہ ہیں جو محبت کرنے والی، زیادہ بچے جننے والی، ہم نوائی اور ہمدردی کرنے والی ہیں بشر طیکہ وہ اللہ سے ڈرتی ہوں اور بدترین عورتیں وہ ہیں کہ جو شوہروں کے علاوہ دوسروں کے سامنے زیبائش کرنے والی، اکڑ اکڑ کر چلنے والی، ایسی عورتیں منافق ہیں اور جنت میں داخل نہیں ہونگی مگر سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والے کوے کی طرح بہت کم داخل ہو سکیں گی (یعنی ایسے کوے بہت کم ہوتے ہیں)[56] حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تمھارا بہترین مال وہ زبان ہے جو اللہ کے ذکر میں مشغول رہتی ہے، وہ دل ہے جو اللہ کا شکر گزار رہے، وہ ایمان دار بیوی جو دینی معاملات میں شوہر کی مددگار ہو۔ حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت بے وجہ شرعی اپنے شوہر سے خلع یا طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔

بحیثیت ماں کے معاشرتی ذمہ داریاں

اسلامی تعلیمات کے پیش نظر ماں کی بہت بڑی عظمت ہے، اسلام نے انسانیت کو گمراہی سے نکال کر ہر ایک کو اس کے حقوق عطا کیے ہیں، گمراہی کے اس معاشرے میں عورت کی بہت زیادہ تذلیل ہوتی تھی تو اللہ کے محبوب ﷺ نے اللہ کے حکم سے ہر ایک کے حقوق کو بیان فرمایا اور ماں کو عزت کا تاج عطا فرمایا کہ اولاد کے لیے ان کی ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، اسی طرح جب ایک سائل نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ مجھ

(52) سنن ابن ماجہ، ابواب ا لنکاح، باب حق الزوج علی المراءۃ، (لاہور: شبیر برادرز، ۱۳۲۰ھ)۔
(53) المعجم الکبیر، (الریاض: داراحیاء التراث العربیہ، 2002)، 52:20.
(54) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب ا لنکاح، رقم الحدیث: 5082۔
(55) النسائی، ابوعبداللہ احمد بن شعیب، سنن النسائی، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2006ء)، کتابِ نکاح۔
(56) السلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، 1952، بیہقی، السنن الکبریٰ، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2009م)، 82:7۔

پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تیری والدہ کا، سائل نے پوچھا اس کے بعد فرمایا تیری والدہ، تیسری پوچھنے پر پھر فرمایا تیری والدہ کا حق ہے اور چوتھی بار پوچھنے پر فرمایا تیرے والد کا حق ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام نے ''ماں'' کو کتنی عزت عطا کی ہے۔ لہٰذا عورت کی بحیثیت ماں کے بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں۔

گھر میں مثالی کردار پیش کرنا

عورت بحیثیت ماں معاشرتی زندگی کے اعلیٰ درجے پر فائز ہو جاتی ہے، اور لہٰذا حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں اعلیٰ کردار کی مثال پیش کرنا عورت پر لازم ہو جاتا ہے، ایک تو اس لیے کیونکہ وہ اللہ رسول کے احکامات کی مکلف ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک ماں کو ہی اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا مکلف بنایا ہے کہ وہ بہترین اولاد تیار کر کے معاشرے کے سپرد کرے، اس کام کے لیے سب سے پہلے اپنا کردار پیش کرنا ضروری ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾[57] (اے ایمان والو اپنے آپ کو (جہنم کی آگ سے) بچاؤ۔)

اسی طرح ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۲ ..﴾[58] (اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔)

عورت جب اپنی اولاد کی تربیت کرے گی تو سب سے پہلے اپنا کردار پیش کرے گی اس کی وجہ سے اس کی زبان میں اثر پیدا ہو گا اور اولاد اس کی بات کو قبول کرے گی اور اس کی سب سے مثال جو قرآن حکیم میں بیان ہوئی ہے چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[59] (بے شک تمھارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔)

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سرور کونین ﷺ کی عملی زندگی کو بیان فرمایا کہ ان کی زندگی تمھارے لیے ایک بہترین نمونہ ہے اور عملی زندگی کے ذریعے دوسرے کو قائل کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا بحیثیت ماں عورت کو چاہیے کہ وہ اپنی عملی زندگی میں عمدہ مثال پیش کرے جس کو دیکھ کر اس کی اولاد کے لیے عمل کرنا آسان

---

(57) القرآن، التحریم ۶۶:۶۔

(58) القرآن، الصف ۶۱:۲۔

(59) القرآن، الاحزاب ۳۳:۲۱۔

ہو گا، مثلاً اس کی وضع قطع، لباس، انداز گفتگو، صوم و صلاۃ کی پابندی اور اوراد و وظائف، اور اسی طرح معاملات میں دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کی اعلیٰ مثال قائم کرے۔

گھر کے ماحول کو منظم رکھنا

تعلیمات اسلامیہ کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ اندرون خانہ معاملات کی ذمہ داری عورت کی ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ گھر کے ماحول کو منظم رکھے، گھر کا کام ترتیب کے ساتھ وقت پر کرنا اور گھر کا سامان منظم رکھنا تاکہ حسن بھی برقرار رہے اور بوقت ضرورت کام بھی آئے:

كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.[60]

(تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس امام (امیر المؤمنین) لوگوں پر نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا اور عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہو گا)

بچوں کی پرورش

بچوں کی پرورش ایک اہم ذمہ داری کا کام ہے اور اس میں بھی بہت زیادہ احتیاط اور اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی حکمت سے ہرگز خالی نہیں ہے کہ بچے کی ابتدائی خوراک کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک ماں کو بنایا ہے جو واضح کرتا ہے کہ بچے کی بھوک کا خیال رکھنا ماں کی اولین ذمہ داریوں میں سے ہے، اور اس میں ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شاید کوئی یہ سمجھے کہ دودھ پلانا کوئی چھوٹا سا کام ہے بلکہ اولاد سے ماں کا تعلق زیادہ گہرا ہوتا ہے اسی ماں کو ہی منتخب فرمایا کہ یہ اس کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جب بھی بچہ بھوک محسوس کرے ماں اس کو بے لوث دودھ پلائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(60) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ في القری والمدن، رقم الحدیث: ۸۹۳۔

﴿وَ الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ١ؕ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ١ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا١ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ١ۗ﴾[61]

(اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال (یہ مدت) اس کے لیے ہے جو پورا کرنا چاہتا ہے دودھ کی مدت۔ اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے کھانا ان ماؤں کا اور ان کا لباس مناسب طریقہ سے۔ تلیف نہیں دی جاتی کسی شخص کو مگر اس کی حیثیت کے مطابق نہ ضرر پہنچایا جائے کسی ماں کو اس کے لڑکے کے باعث اور نہ کسی باپ کو (ضرر پہنچایا جائے)۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے:

((إِنَّ الْمُسْلِمَةَ إِذَا حَمَلَتْ كانَ لَها أَجْرُ الْقَائِمِ الصَّائِمِ الْمُحْرِمِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللهِ، حَتّٰى إِذَا وَضَعَتْ فَإِنَّ لَها بِأَوَّلِ رَضْعَةٍ تُرْضِعُهُ أَجْرَ حَيَاة نَسَمَةٍ.))[62]

(بے شک مسلمان عورت جب حاملہ ہوتی ہے تو اس کے لیے قیام کرنے والے، روزہ رکھنے والے، حج کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کے برابر ثواب ہے۔ یہاں تک کہ بچے کو پلائے گئے دودھ کے پہلے گھونٹ کے بدلے اُسے ایک جان کو زندگی بخشنے کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے۔)

بچوں کی تعلیم و تربیت

بچوں کی تعلیم و تربیت ایک ماں کے لیے سب سے اہم شعبہ ہے اس پر سب سے زیادہ محنت اور مشقت کی ضرورت ہوتی ہے اس حوالے سے حضور نبی رحمت ﷺ کا واضح فرمان موجود ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ.))[63] (سیدنا عمرو بن سعید سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی باپ نے اپنی اولاد کو عمدہ ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔)

---

(61) القرآن، البقرہ ۲: ۲۳۳۔

(62) احمد بن علی المثنی، المسند أبو یعلی، (بیروت: دار الفکر بیروت 2002ء)، 4: 345، رقم الحدیث: 2460۔

(63) أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن أسد الشیباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحدیث: ۱۵۴۰۳.

لہذا بچوں کی روحانی اور جسمانی نشو نما پر بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی ہے، ایک حدیث پاک میں نبی رحمت ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا: "ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سے مروی ہے، نبی رحمت ﷺ نے فرمایا گھروں اور بچوں کی دیکھ بھال تم عورتوں کی ذمہ داری ہے، اور تمھارا یہی عمل عمل جہاد ہے۔"[64]

اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرنا

ماں باپ کے لیے ساری اولاد برابر حقوق رکھتی ہے البتہ اگر فطری طور پر کسی سے محبت زیادہ ہو تو وہ قابل گرفت نہیں ہے تاہم اصول شرعی کو سامنے رکھتے ہوئے ایک ماں پر لازم ہوتا ہے کہ اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرے اگر انصاف نہیں کرے گی تو قابل گرفت ہو گی حدیث پاک میں ہے

حضرت نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اِعْدِلُوْا بَيْنَ أَبْنَائِكمْ، اِعْدِلُوْا بَيْنَ أَبْنَائِكمْ، اِعْدِلُوْا بَيْنَ أَبْنَائِكمْ. (وَفِيْ لَفْظٍ) قَارِبُوْا بَيْنَ أَبْنَائِكمْ. يَعْنِيْ سَوُّوْا بَيْنَهمْ.[65]

سیدنا نعمان سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کرو، اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کرو، اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کرو۔ ایک روایت میں ہے: اپنے بیٹوں کے درمیان برابری کرو۔

اولاد سے محبت کرنا

محبت ایک مؤثر عمل ہے جس کے ساتھ سخت سے سخت مزاج کو بھی نرمی میں تبدیل کیا جاسکتا ہے، اور اگر اولاد کی تربیت کا عمل موثر بنانا ہے تو اس کے لیے لازم ہے ان سے محبت کی جائے اس طرح اولاد خود بخود ماں کی خواہشات کا خیال رکھے گی اور ایک ماں کو ان کی تربیت پر زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی، قرآن حکیم کی روشنی میں اگر اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو اس کی بہترین مثال سورۃ توبہ کی آخری آیت مقدس ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۱۲۸﴾[66]

---

[64] ایضا، رقم الحدیث: 18422.

[65] أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن أسد الشیباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحدیث: ۱۸۶۴۳.

[66] القرآن، التوبہ ۹:۱۲۸۔

(بے شک تشریف لائے ہیں تمھارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے ان پر تمھارا مشقت میں پڑنا بہت ہی خواہشمند ہیں تمھاری بھلائی کے مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والے، بہت رحم فرمانے والے ہیں۔)

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾[67]

(پس(صرف)اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہوگئے ہیں ان کے لیے اور اگر ہوتے آپ تند مزاج سخت دل تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے آپ کے آس پاس سے تو آپ در گزر فرمایئے ان سے اور بخشش طلب کیجیے۔)

اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ کو قیامت تک آنے والے لوگوں کی اصلاح کا عظیم مقصد عطا فرما کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا اور تربیت، اصلاح کے اس عظیم مقصد کی کامیابی کے لیے جس چیز کو سب سے اہم سبب قرار دیا وہ لوگوں کے ساتھ نرمی، شفقت اور محبت ہے کہ اگر حضور سرور کونین ﷺ اور شفیق نہ ہوتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اس قدر دیوانہ وار آپ کے گرد نہ گھومتے لہٰذا یہ بات واضح ہو گئی کہ اولاد کی تربیت اور اصلاح کے لیے ماں باپ کا شفیق ہونا از حد ضروری ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا۔ اُس وقت آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بھی بیٹھے تھے وہ بولے: (یارسول اللہ!) میرے دس بیٹے ہیں میں نے تو کبھی اُن میں سے کسی کو نہیں چوما۔ اِس پر آپ ﷺ نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا: «جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔[68]

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جنّت میں ایک گھر ہے جسے ''الفرح'' کہا جاتا ہے۔ اس میں وہی لوگ داخل ہوں گے جو بچوں کو خوش کرتے ہیں۔

خرچ میں اعتدال

انسان کی سنجیدگی اور وقار اس بات میں ہے کہ انسان ہمیشہ زندگی کے ہر شعبہ میں اعتدال سے کام لے اور بالخصوص مال خرچ کرنے میں اعتدال سے خرچ کرے اس لیے کہ اس کے اثرات اس کی اپنی زندگی پر بھی ہوتے ہیں اور اس کی اولاد پر بھی ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ پوری سوسائٹی پر اس کے اثرات ہوتے ہیں اسی لیے انسان

(67) القرآن، آل عمران ۳:۱۵۹۔

(68) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5997

کو ہمیشہ اپنے رویے میں اعتدال سے کام لینا چاہیے، ایک ماں کے ساتھ پورے گھر کا نظام وابستہ ہوتا ہے اور وہ اس معاملے میں جس طرح وہ خود عمل کرے گی اسی طرح بچوں کی عادت میں بھی وہ چیز شامل ہو جائے گی۔ قرآن وحدیث میں کثیر مقامات پر اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ اخرجات میں میانہ روی اور اعتدال سے کام لیا جائے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

1- ﴿ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴾[69]

(اور دیا کرو رشتہ دار کو اس کا حق اور مسکین اور مسافر کو بھی اور فضول خرچی نہ کیا کرو۔

2- ﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾[70]

(اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی (بلکہ) ان کا خرچ کرنا اسراف اور بخل کے بین بین اعتدال سے ہوتا ہے۔)

3-وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا[71]

(اور نہ بنالو اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا اپنی گردن کے ارد گرد اور نہ ہی اسے بالکل کشادہ کرو ورنہ تم بیٹھ جاؤ گے ملامت کیے ہوئے درماندہ بیٹھے رہو۔)

حدیث پاک: حضرت عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اعتدال اور میانہ روی اختیار کی وہ کبھی تنگ دست نہیں ہوگا۔[72] اسی طرح کے اور کثیر دلائل ہیں اس پر کہ میانہ روی اور اعتدال کو رویہ اپنانا چاہیے لہٰذا ایک ماں کیونکہ اپنی اولاد کی مربی بھی ہے اور جوابدہ بھی ہے اسی لیے اس پر لازم ہے کہ خرچ میں اعتدال سے کام لے۔

خلاصۂ کلام

عورت کو اسلام نے ہر صورت میں عزت بھی دی ہے، اور تحفظ بھی دیا ہے اور جہاں عورت کے لیے مشکل مقام ہو وہاں عورت کے لیے رخصت بھی رکھی ہے۔ مذکورہ بالا فصل میں انتہائی اختصار کے ساتھ مختلف جہات اور مختلف حیثیتوں سے عورت کے مقام اور اس کی ذمہ داریوں کو بیان کرنے کی سعی کی گئی ہے، کیوں کہ اسلام ایک وسیع دین ہے اور اس کے احکامات بھی بہت وسیع ہیں، مقالہ ھٰذا کی ضرورت کے مطابق خواتین کی معاشرتی ذمہ داریوں کو

(69) القرآن، بنی اسرائیل ۱۷: ۲۶۔

(70) القرآن، الفرقان ۲۵: ۶۷۔

(71) القرآن، بنی اسرائیل ۱۷: ۲۹۔

(72) احمد بن حنبل، الامسند، (بیروت، عالم الکتب، طبع قدیم)، ۱:۴۴۷

واضح کر دیا گیا ہے اللہ کریم ہماری ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی حفاظت فرمائے اور ہم سب کو دین اسلام کی حدود و قیود کا تحفظ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.